



بسنت تہوار یا غضبِ کردار

تصنیف الطیوب

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان
قدس سرہ

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

www.FaizAhmedOwaisi.com

بسم الله الرحمن الرحيم
الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

بسنت تھوار یا غضب کردگار

تھنیں لکھیں

شش ہفتہ کی بات، تھنیں ملے، مقرر اعظم پاکستان
حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ



بسم الله والحمد لله والصلوة على رسولہ الکریم

پیش لفظ

مسلمان کو جب شیطان اپنا چیلہ بنا لیتا ہے تو اس کا راہ راست پر آنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ہاں کسی کامل کی نگاہ پڑ جائے تو نہ صرف ممکن ہے بلکہ کامل انسان بن جاتا ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

فقیر نے قلم کے زور اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے محنت کی ہے خدا کرے۔

کسی دل میں اتر جائے بات میری

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین



تحفہ اویسی

دیباچہ

بسنت موسم بہار کے بہانہ سے تہوار منایا جاتا ہے اس سے بد قسمت لوگ منوں، ٹنوں گناہ سمیٹتے ہیں۔ فقیر کا ارادہ ہوا کہ اسلام کے شیدائیوں اور اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کے عاشقوں کو موسم بہار کا تحفہ پیش کرے۔ وہ یہ ہے شیخ عبدالرحمن الصفوری علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں کہ ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایام ربیع یعنی بہار کے موسم میں سفر کو نکلے اثنائے سفر ان کی زبان سے درود شریف کا ورد ہونے لگا۔ کہنے لگے میں مندرجہ ذیل درودوں کا ورد کر رہا تھا

اللهم صل علی سیدنا محمد عدد اوراق الاشجار وصل علی سیدنا محمد عدد الازهار والثمار

وصل علی سیدنا محمد عدد قطر البحار وصل علی سیدنا محمد عدد رمل القفار وصل علی

سیدنا محمد عدد مافی البرای والبحار۔ (یہ درود شریف بکثرت پڑھا جائے موسم بہار کے خاتمہ تک ایک لاکھ پورا کر لیا جائے تو سبحان اللہ)

اتنے میں ایک غیبی آواز آئی اے شخص تم نے ملائکہ حفظہ کو اپنے درودوں کا ثواب لکھنے سے دنیا کی آخری گھڑی کے لئے عاجز و لاچار کر دیا ہے اور اللہ جل شانہ نے تمہارے لئے جنات عدن اور نعمت ہائے جنت عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

تقبل اللہ تعالیٰ منا بفضلہ العظیم بجاہ حبیبہ الکریم

وصلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

۳ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقدمہ

بسنت میلہ ہمارے دور میں اپنے جو بن پر ہے عوام، جوان اور بچے اس کے عشق میں جنون کی حد تک سرمست ہیں۔ اس پر حکومت بھی بجائے اس رسم کو مٹانے کے الٹا بھر پور تعاون کر رہی ہے۔ پہلے زمانوں میں اکثر قومیں اسی لہو و لعب کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہوئیں۔ ہمارا حال بھی ان سے کچھ کم نہیں بلکہ کئی گنا آگے ہے۔ یہ والی گنبد خضراء حبیب کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے کہ ہم بچے ہوئے ہیں۔ ورنہ ہم ایسے تباہ و برباد ہوتے کہ ہمارا نام و نشان تک نہ ہوتا اور طرفہ یہ کہ یہ ہندو سکھ اسلام دشمنی کی یاد تازہ کرتے ہیں جس کی تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

لیکن افسوس ہے اس کی یاد مناتے ہیں۔ مسلمان قوم حد سے زیادہ اس میں سرمستی دکھاتے ہیں حالانکہ ان کے اکثر کو معلوم ہے کہ اس رسم کا ہندو سکھ قوم نے اسلام دشمنی میں آغاز کیا اور آج بھی اسلام کے منہ چڑانے پہ یادگار مناتے ہیں لیکن مسلمان کو اس کا احساس نہیں۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساس یاں جاتا رہا

مسلمان بھولی قوم کو معلوم بھی ہے کہ اسلام کے دشمن مسلمانوں کے تہوار منانے کے بجائے اسے مٹانے کے درپے ہیں۔ ایمانی غیرت سامنے رکھ کر جواب دیجئے کہ کیا کوئی غیر مسلم کبھی ہمارے تہواروں کا ساتھ دیتا ہے کبھی وہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ یا عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ ربیع الاول شریف کے جلوس وغیرہ میں ہمارے ساتھ شمولیت کرتا ہے بلکہ مسلمان نما، ان کے ہمنوا ہو کر ہمارے بعض تہواروں کو نہ صرف روکتے بلکہ گشت و خون تک نوبت پہنچا دیتے ہیں۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں اور بارہ ربیع الاول شریف کے جلوس میں وہ کیا کچھ نہیں کرتے اس لئے غیور مسلمان اپنی غیرت کا ثبوت دے کر ہندو سکھ قوم کے تہوار کو اُجاگر کرنے کے بجائے اسے مٹانے میں سر کی بازی لگا دیں۔ ورنہ بے غیرت انسان کے لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

لا ایمان لمن لا غیرۃ لہ

اس کا ایمان (کامل) ہی نہیں جسے غیرت نہیں۔

اسی لئے چاہیے کہ اس کے روکنے میں جہاد سمجھ کر ایڑی چوٹی کا زور لگائے۔ خود تو اپنے لئے زہر قاتل سمجھے،

ہمسایگان سے التجا کرے، منت سماجت اور پھر عاجزی و لجاجت کو کام میں لائے، نو جوان اور بچوں کو سختی یا پیار سے اگرچہ لالچ دے کر اس گندے دھندے سے انہیں بچائے اور بروز قیامت اس میں سرگرمی دکھانے پر مجاہدین شہدائے اسلام کے ساتھ اٹھنے کا انعام پائے۔

لہو و لعب اور کھیل تماشہ

ظاہر ہے کہ یہ بسنت ایک تماشہ ہی ہے کھیل کود کے سوا کچھ نہیں۔ اس کی خرابی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے بیان فرمائی ہے وہ فقیر آگے چل کر عرض کرے گا۔ یہاں ایک دو نظمیں عرض کر دوں۔

شاید اتر جائے کسی کے دل میں میری بات

نظم

عبرت کی جاہ ہے تماشہ نہیں ہے

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سونمونے مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بونے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سونے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جاہ ہے تماشہ نہیں ہے
مے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جاہ ہے تماشہ نہیں ہے
اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر ایک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جاہ ہے تماشہ نہیں ہے
کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی جنوں کب تلک، ہوش میں اپنے آ بھی
تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جاہ ہے تماشہ نہیں ہے
یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا؟ تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جاہ ہے تماشہ نہیں ہے
وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی ہوئی آہ! کیا چیز مرغوب تجھ کو

کچھ لینا چاہیے اب خوب تجھ کو
یہ عبرت کی جاہ ہے تماشا نہیں ہے
نہ گرویدہ شہرہ جوئی رہے گا
رہے گا تو ذکر نکوئی رہے گا
یہ عبرت کی جاہ ہے تماشا نہیں ہے
اور اُٹھتے چلے جا رہے ہیں برابر
یہاں پر تیرا جی بہلتا ہے کیونکر
یہ عبرت کی جاہ ہے تماشا نہیں ہے
کہیں فقر و فاقہ سے آہ و بکا ہے
غرض ہر طرف سے یہی بس صدا ہے
یہ عبرت کی جاہ ہے تماشا نہیں ہے

کیا ہائے! شیطاں نے مغلوب تجھ کو
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
نہ دلدادہ شعر گوئی رہے گا
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
جب اس بزم سے اُٹھ گئے دوست اکثر
یہ ہر وقت پیش نظر جب ہے منظر
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
جہاں میں کہیں شور و ماتم پیا ہے
کہیں شکوہ جور و مکرو دغا ہے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

نظم نمبر ۲

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سچ پھولوں پر
اجل کے روز کو دیکر سامان چلنے کا
نہ بیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ تے مائی
جہاں کے شغل میں شاغل خدا کی یاد سے غافل
فلط فہمید ہے تیری نہیں آرام اس پل پر
کہاں وہ ماہ کنعانی؟ کہاں تخت سلیمانی؟
عزیز یاد کر وہ دن جو ملک الموت آئے گا
نظر کر دیکھ خوشیوں میں جو ساتھی کون ہے تیرا
فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کوٹوں پر
نظر کر ماڑیاں خالی کہاں وہ ماڑیاں والے
غلام اکرم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرہ
خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آتا ہے

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سچ پھولوں پر
اجل کے روز کو دیکر سامان چلنے کا
نہ بیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ تے مائی
جہاں کے شغل میں شاغل خدا کی یاد سے غافل
فلط فہمید ہے تیری نہیں آرام اس پل پر
کہاں وہ ماہ کنعانی؟ کہاں تخت سلیمانی؟
عزیز یاد کر وہ دن جو ملک الموت آئے گا
نظر کر دیکھ خوشیوں میں جو ساتھی کون ہے تیرا
فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کوٹوں پر
نظر کر ماڑیاں خالی کہاں وہ ماڑیاں والے
غلام اکرم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرہ

بسنت کی مذمت از قرآن وسنت

بسنت ایک کھیل تماشہ ہے، اور ہر کھیل تماشہ لہو و لعب ہے، اور ہر لہو و لعب حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں لہو و لعب کو حرام فرماتا ہے۔ اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے بھی۔ قرآن مجید میں اللہ عزوجل فرماتا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (پارہ ۲۱، سورۃ لقمان، آیت ۶)

ترجمہ: اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

احادیث

(۱) **ترمذی** و **ابوداؤد** و **ابن ماجہ** نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے سب باطل ہیں، مگر گمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہیں۔

(۲) **امام احمد** و **مسلم** و **ابوداؤد** و **ابن ماجہ** نے **بریدہ** رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے زرد شیر کھیلا گویا سور کے گوشت و خون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ دوسری روایت **ابوموسیٰ** رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔

(۳) **امام احمد** نے **ابو عبد الرحمن عظمیٰ** رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نزد کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے اٹھتا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ اور سور کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔

(۴) **ویلیبی** نے **ابن عباس رضی اللہ عنہ** سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اصحاب شاہ جہنم میں ہیں جو یہ کہتی ہیں کہ میں نے تیرے بادشاہ کو مار ڈالا، شطرنج کھیلنے والے ہیں، جو بادشاہ پر رشہ دیا کرتے ہیں اور مات کرتے ہیں۔

(۵) **بیہقی** نے **حضرت علی** رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں شطرنج عجمیوں کا جو ہے اور **ابن شہاب** نے **ابوموسیٰ اشعری** رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ شطرنج نہیں کھیلے گا مگر خطا کار اور انہیں سے دوسری روایت یہ ہے کہ وہ باطل سے ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو دوست نہیں رکھتا۔

(۶) **ابوداؤد** و **ابن ماجہ** نے **ابو ہریرہ** رضی اللہ عنہ سے اور **ابن ماجہ** نے **انس و عثمان رضی اللہ عنہم** سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بوتری کے پیچھے بھاگتے دیکھا تو فرمایا شیطان کے پیچھے پیچھے شیطان جا رہا ہے۔

(۷) **ترمذی** نے **ابن عباس** رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے چو پایوں کو لڑانے سے منع فرمایا۔

(۸) بزار نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں نغمہ کے وقت یا باجے کی آواز اور مصیبت کے وقت رونے کی آواز۔

(۹) بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گانے سے دل میں نفاق اگتا ہے جس طرح پانی سے کھیتی اگتی ہے۔

(۱۰) طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے گانے سے اور گانے سننے اور غیبت سے اور غیبت سننے سے اور چغلی کرنے اور چغلی سننے سے منع فرمایا۔

(۱۱) بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوا اور کوبہ (ڈھول) حرام کیا اور فرمایا ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

(۱۲) ابو داؤد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں گڑیاں کھیلا کرتی تھیں اور کبھی رسول خدا ﷺ ایسے وقت تشریف لاتے کہ لڑکیاں میرے پاس ہوتیں۔ جب حضور ﷺ تشریف لاتے لڑکیاں چلی جاتیں اور جب حضور ﷺ چلے جاتے لڑکیاں آ جاتیں۔

(۱۳) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں میں نبی کریم ﷺ کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میرے ساتھ چند دوسری لڑکیاں بھی کھیلتیں جب حضور ﷺ تشریف لاتے وہ چھپ جاتیں حضور ﷺ ان کو میرے پاس بھیج دیتے وہ میرے پاس آ کر کھیلنے لگتیں۔

فائدہ: بچوں کا گڑیوں سے دل بہلانا ان کھیلوں میں سے نہیں جو شرعاً ممنوع ہیں۔

بسنت تہوار یا ثقافت یا قہر خداوندی کو دعوت

اگر مسلمان غیرت اسلامی سے محروم ہوتے ہیں، اسی لئے انہیں آگاہ کیا جائے تو پہلے تو حیلے بہانے بناتے ہیں، پھر جوش میں آجائیں تو اسے ملکا ازم کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ فقیر پہلے ان کے حیلے بہانے کا انکشاف کر کے اس کے مختصر دلائل پیش کرتا ہے بعض صاحبان جہلاء اور حکومتی بندے کہتے ہیں کہ بسنت تہوار نہیں بلکہ ثقافتی مشغلہ ہے۔ ان کا یہ بہانہ اس لئے غلط ہے کہ اقوام کے معروف ترین تہواروں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ایک مخصوص پس منظر رکھتے ہیں۔ یہودیوں کا سب سے بڑا تہوار ”دھنوکا“ ایک مذہبی تہوار ہے۔ عیسائی معاشرے میں کرسس اور ایسٹر بے حد جوش و خروش سے منائے جاتے ہیں۔ ہندو معاشرے میں مختلف تہوار منائے جاتے ہیں مثلاً دیوالی، دسہرا، ہولی، بیساکھی، بسنت وغیرہ۔ ان تمام تہواروں میں ادا کی جانے والی رسومات کو ہندومت میں مذہبی عبادات کا درجہ حاصل ہے۔ دیوالی، دسہرا

اور ہولی کے متعلق تو سب جانتے ہیں کہ یہ ہندوؤں کے مذہبی تہوار ہیں مگر بیساکھی اور بسنت وغیرہ کے متعلق یہ غلط فہمی عام پائی جاتی ہے کہ یہ موسمی تہوار ہے۔ ایسا صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جو ان تہواروں میں حصہ تو لیتے ہیں البتہ ان کا پس منظر جاننے کی زحمت انہوں نے کبھی گوارا نہیں کی۔ اسلامی تاریخ کے قابل فخر محقق اور سائنسدان علامہ ابوریحان البیرونی کی شہرہ آفاق تصنیف ”کتاب ہند“ آج بھی ہندوستان کی تاریخ کے ضمن میں ایک مستند حوالہ سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب کے باب نمبر ۷۶ میں انہوں نے ”عیدیں اور خوشی کے دن“ کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ عید بسنت ہندوؤں کا دن ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ اسی مہینہ کا استوائی ربعی ہوتا ہے جس کا نام بسنت ہے۔ اسی کے حساب سے اس وقت کا پتہ لگا کر اس دن عید کرتے ہیں اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں۔ دیوتاؤں کی نذر چڑھاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بسنت خالص ہندو تہوار ہے اور اس کا موسم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت کی بسنت کہانی ہر اسکول میں پڑھائی جاتی ہے لیکن لاعلمی یا بھارتی لابی کی کوششوں سے بسنت کو اب پاکستان میں مسلمانوں نے موسمی تہوار بنا لیا ہے۔

نادان مسلمان یا حکومت کا پرستار

اور خوب سوچئے کہ ہندو مذہب کا ایک مذہبی تہوار ہے اور اس کی اصل غرض و غایہ بھی گستاخی رسول ﷺ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا پر مبنی ہے۔ (اس کی تفصیل آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ) اس کے باوجود اگر کوئی مسلمان اس تہوار میں نہ صرف دلچسپی لیتا ہے بلکہ جان و مال کی بازی لگا دیتا ہے۔ اس سے اس پر حذر (دور سے) رہنا چاہیے کہ کل قیامت میں کہیں اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گستاخوں کی صف میں کھڑا نہ کر دے۔ اور ہندو سمجھ قوم کے تہوار میں نہ صرف دلچسپی بلکہ جان و مال کی قربانی دیکر ان سے بھی بڑھ کر یہ تہوار مناتے ہیں تو یقیناً قیامت میں ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ میدانِ حشر میں اٹھنا پڑے گا اور ان کے ساتھ جہنم ٹھکانا ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

من تشبه بقوم فهو منهم۔ (ابوداؤد)

جو کسی قوم سے مشابہت کرتا ہے وہ انہی سے ہے۔

اور فرمایا

المرء مع من احب

ہر شخص قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہے۔

عاشقانِ بسنت سے اپیل یا انتباہ

ویسے تو ہر لہو و لعب اور کھیل تماشا حرام ہے لیکن بسنت بدترین نہ صرف کھیل تماشا ہے اس میں مالی اسراف کے علاوہ، جانوں کی تلفی، جانخراش اور سنگین معاملہ ہے اور ایسا بُرا اور بدترین عمل ہے جس میں رسول اللہ ﷺ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کا یادگار ہے۔ ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اسلام کا نام لیوا ہو کر اپنے نبی کریم ﷺ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کی یادگار بنائے۔ اس بُری رسم تہوارِ بسنت میں اکثریت ہماری سنی برادری کی ہے۔ ان سے آگے چل کر معروضات پیش کروں گا۔ شاید کسی سنی بھائی کے عشق کی آگ بھڑک اُٹھے اور وہ اس بد رسم کو ختم کرنے میں اعلیٰ کردار ادا کر کے قیامت میں سچے عاشقِ رسول ﷺ کا مقام حاصل کر سکے۔

یادگارِ بسنت کا دلخراش واقعہ

فقیر ذیل میں اصل واقعہ ایک ایسے مؤرخ کے قلم سے پیش کرتا ہے جو اسی برادری سے تعلق رکھتا ہے جو اسلام دشمنی سے کسر نہیں کرتے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

”سکھ مؤرخ ڈاکٹر بی ایس نجارا اپنی کتاب ”پنجاب آخری مغل دور حکومت میں“ میں لکھتا ہے ”حقیقت رائے باکھ مل پوری سیالکوٹ کے کھتری کا لڑکا تھا۔ حقیقت رائے نے نبی کریم ﷺ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ اس جرم پر حقیقت رائے کو گرفتار کر کے عدالتی کارروائی کے لئے لاہور بھیجا گیا۔ اس دور میں زکریا خان پنجاب کا گورنر تھا۔ اس واقعہ سے پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا کچھ ہندو افسر زکریا خان کے پاس گئے کہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے لیکن زکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی سے انکار کر دیا۔ حقیقت رائے کی یادگار (مڑی) کوٹ خواجہ سعید (کھوہ شاہی) لاہور میں ہے۔ اب یہ جگہ باوے دی مڑی کے نام سے مشہور ہے۔ جہاں ہندو رئیس کالورام نے بسنت میلے کا آغاز کیا جس کی یادگار بھی اسی علاقہ قبرستان کے ساتھ ہی موجود ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۷۹ پر لکھا ہے کہ پنجاب کا بسنت میلہ اسی حقیقت رائے (گستاخِ رسول) کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ افسوس ہمارے دانشواروں پر کہ انہوں نے سیالکوٹ شہر میں اس آنجہانی حقیقت رائے کے نام سے موسوم اسٹریٹ کا نام باوجود احتجاج کے بھی نہیں بدلا۔

اپنی غیرتِ ایمانی کو جگاؤ کہ یہ تو ہمارے نبی کریم ﷺ اور ان کی لاڈلی بیٹی کی گستاخی کرنے پر سزا پانے والے مجرم کو بے قصور، ناحق قتل سمجھنے والوں کی رسم ہے۔

آج ہم اپنے باپ دادا کے قاتل یا ان کو گالی دینے والے کو معاف نہیں کرتے اس کی کسی طرح مشابہت نہیں

کرتے اس کا فعل بوجہ نفرت متروک کیا جاتا ہے چہ جائیکہ اپنے والدین سے بڑھ کر محبوب اعظم ﷺ کے گستاخوں کی مشابہت اختیار کی جائے۔ یاد رکھئے کہ اس حالت میں جو مر گیا وہ بروز قیامت اسی حالت میں اٹھایا جائے گا اور اسی گروہ میں ان کا حشر ہوگا۔

فقیر یہ بات جذباتیت کی رو میں بہہ کر نہیں کہہ رہا بلکہ مخبر صادق، صادق امین، نبی مکرم ﷺ کے فرمانِ عظمت شان آپ کو یاد کر رہا ہے۔

مزید وضاحت

سکھ مورخ کے بیان میں اختصار تھا اب فقیر ایک اور حوالے سے تفصیل عرض کرتا ہے

رپوٹ میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً دو سو سال قبل لاہور کے ایک ہندو طالب علم حقیقت رائے نے نبی کریم ﷺ کے خلاف دشنام طرازی کی۔ مغل دور تھا اور قاضی نے ہندو طالب علم کو سزائے موت سنائی۔ اس ہندو طالب علم کو کہا گیا کہ وہ اسلام قبول کر لے تو اسے آزاد کر دیا جائے گا۔ مگر اس نے اپنا دھرم چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ چونکہ اس نے اقرارِ جرم کر لیا تھا لہذا اسے پھانسی دے دی گئی۔ پھانسی لاہور میں علاقہ گھوڑے شاہ میں سکھ نیشنل کالج کے گراؤنڈ میں دی گئی۔

قیام پاکستان میں پہلے ہندوؤں نے اس جگہ یادگار کے طور پر ایک مندر تعمیر کیا لیکن یہ آباد نہ ہو سکا اور قیام پاکستان کے چند برس بعد سکھ نیشنل کالج کے آثار بھی مٹ گئے۔ اب یہ جگہ انجینئرنگ یونیورسٹی کا حصہ بن چکی ہے۔ ہندوؤں نے اس واقعہ کو تاریخی بنانے کے لئے اپنے ہندو طالب علم کی قربانی کی بسنت کا نام دیا اور جشن کے طور پر پتنگ اڑانے شروع کر دیئے۔ آہستہ آہستہ یہ پتنگ بازی لاہور کے علاوہ انڈیا کے دوسرے شہروں میں بھی پھیل گئی۔ اب ہندو تو اس بسنت کی بنیاد کو بھی بھول چکے مگر پاکستان میں مسلمان بسنت منا کر اسلام کی رسوائی کا اہتمام کرتے رہتے ہیں۔ ہندو نو جوان حقیقت رائے دھری کی توہین رسالت کے جرم میں ۱۸۰۳ء بمطابق ۱۷۷۷ء میں موت کی سزا دی گئی۔ اس وقت پنجاب کا گورنر زکریا خان تھا۔ زکریا خان ایک صحیح العقیدہ غیور مسلمان تھا۔ ان نے توہین رسالت کے مرتکب ہندو نو جوان کی موت کی سزا معاف کرنے سے قطعاً انکار کر دیا تھا۔ ہندوؤں نے حقیقت رائے دھری کو ”ہیر“ کا درجہ دے دیا اور اس کی یاد میں بسنت میلہ شروع کر دیا۔ چونکہ حقیقت رائے کی شادی ایک سکھ لڑکی سے ہوئی تھی۔ اس لئے سکھ برادری بھی ہندوؤں کے اس غم میں برابر کی شریک تھی۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوستان میں بسنت منانے کا تصور زمانہ قدیم سے تھا۔ مگر پنجاب میں بالعموم اور لاہور میں بالخصوص اس تہوار کو عوامی پذیرائی اس میلے کی وجہ سے حاصل ہوئی جس کا آغاز ہندوؤں نے حقیقت رائے دھری کی یاد میں کیا۔ اس بات کا اعتراف متعصب ہندوؤں و سکھ مورخین بھی کرتے ہیں۔

سیکولر لادین اور مغرب زدہ طبقہ تو ایک طرف رہا بظاہر مذہب سے لگاؤ رکھنے والے افراد کو بھی بسنت منانے سے روکا جاتا ہے تو وہ اسے محض ملاؤں کا واعظ کہتے ہوئے مسترد کر دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں پاکستان میں مذہبی پارساؤں کا ایک عوام دشمن گروہ ہے جو لوگوں کو سچی اور بے ضرر تفریح کے مواقع سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس بات کو ذہنی طور پر تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں ہیں کہ بسنت ہندوؤں کا ایک مذہبی تہوار بھی ہے جو اسے خاص موسم میں مناتے ہیں۔ حقیقت رائے دھری کی یاد منانے والے بسنت میلہ کے پس منظر سے تو شاید ہی کوئی واقف ہو۔ ہندو سکھ مؤرخین بر ملا اعتراف کرتے ہیں کہ لاہور میں بسنت پنچی کے روز منایا جانے والا میلہ حقیقت رائے دھری کی یاد میں منایا جاتا ہے مگر ہمارے بعض مسلمان بھند ہیں کہ یہ صرف موسمی تہوار ہے۔ یہ بات اکثر کہی جاتی ہے کہ بسنت ایک موسمی اور ثقافتی تہوار ہے جس کا مذہب اور قوم سے کوئی تعلق نہیں۔ تاہم ابھی ایسے بزرگ ہزاروں کی تعداد میں موجود ہوں گے جو اس امر کی شہادت دیں گے کہ آزادی سے قبل بسنت کو عام طور پر ہندوؤں کا تہوار ہی سمجھا جاتا تھا اور لاہور کے قریب حقیقت رائے دھری کی سادھی پر حاضری دیتے اور وہی میلہ لگاتے۔ مرد زرد رنگ کی پگڑیاں باندھے ہوئے اور عورتیں اسی رنگ کا لباس ساڑھی پہنتیں۔ سکھ مرد اور عورتیں اس کے علاوہ گوردوارہ اور گور مانگٹ پہ میل لگاتے ہر جگہ خوب پتنگ بازی ہوتی۔ اندورن شہر بھی پتنگیں اڑائی جاتیں اور لاکھوں روپے اس تفریح پر خرچ کئے جاتے۔ مسلمان بھی اس میں حصہ لیتے مگر زرد کپڑوں کے استعمال سے گریز کرتے۔ یہ سارا کھیل دن کو ہوتا رات کو روشنیاں لگانے اور لاڈو اسپیکر، آتش بازی یا اسلحہ کے استعمال کا رواج نہ تھا۔

حکومت کی سرپرستی

عرصہ دراز سے یہ تہوار بسنت، باوجود ہزاروں خرابیوں کے عوامی سطح پر ہوتا رہا۔ عشاق بسنت آرزوئیں کرتے کہ کسی طرح اس تہوار کو حکومت پاکستان کی سرپرستی نصیب ہو جائے۔ ایک صاحب چاندی پہلوان کا کہنا ہے کہ ”اگر موجودہ حکومت بلا روک ٹوک پچاس اور زکا ”ون ڈے میچ“ کھیلتے ہوئے ”400 رنز“ بنانے میں کامیاب ہوگئی تو وہ دن دور نہیں جب بسنت کو موسمی تہوار کی بجائے سرکاری سرپرستی میں قومی تہوار کے طور پر منائے جانے کا سرکاری سرکلر جاری کر دیا جائے گا۔“

یہ ایک حقیقت ہے کہ بسنت، بیساکھی اور ہولی خالصتاً ہندو تہوار ہیں اگر یہ موسمی تہوار ہوتا تو قطب الدین ایبک سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک برصغیر کا ہر مسلم حکمران اس کے فروغ میں ضرور دلچسپی لیتا۔ برصغیر کے کبھی کسی تاریخی حوالے سے یہ ثابت کیا ہے کہ بسنت نہ صرف ہندو تہوار ہے بلکہ یہ ہندوؤں کی سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات

ستودہ صفات کے ساتھ کھلی دشمنی کا بھی مظہر ہے۔

اب آپ خود ہی بتائیے کہ کیا عشق رسالت مآب ﷺ میں غازی علم الدین شہید کی پیروی کے کسی دعوے دار کو یہ زیب دیتا ہے کہ اس دن وہ ایک گستاخ رسول کی یاد میں فضاؤں میں رنگ برنگی پتنگیں یا کنکڑے اڑاتا اور لہراتا پھرے۔ بسنت کے تہوار کو قومی سطح پر فروغ دینے والے، اس حقیقت کا پس منظر، منظر عام پر آچکنے کے باوجود بھی کیا بسنت کے ہندوانہ تہوار کے وقوع پر جوش و خروش کا مظاہرہ کریں گے؟

بسنت کا تہوار ایک مرگ پرور تہوار کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس دن ملک کے طول و عرض کے کئی گھروں میں آنکلوں میں کشنگان بسنت کے جنازے پڑے دکھائی دیتے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اس فضول و لغو اور بے ہودہ رسم کے احیاء کے موقع پر ایک ایک شہر میں کروڑوں روپے ہوا میں اڑا دیئے جاتے ہیں؟ کیا ایک فضول سی رسم پر کروڑوں، اربوں کا ضیاع کرنے والی قوم کو دنیا کی کوئی ترقی یافتہ قوم اپنی امداد کا مستحق سمجھ سکتی ہے۔

پاکستانیت درحقیقت ہندومت اور تمام ہندوانہ شعائر کے خلاف اعلان بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ مسلمان تو ناموس رسالت کے لئے اپنی جان کا آخری قطرہ تک بہا دینے کے لئے ہمہ وقت آمادہ رہتا ہے۔ اس رسم کو منانے والے سے یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ کیا تمہیں کچھ بھی پیغام محمد کا پاس نہیں؟ ہمارا ہیر و غازی علم الدین ہے جس نے تختہ دار کے قریب رک کر کہا تھا:

”لوگو! گواہ رہنا میں نے ہی راج پال کو حرمت رسول ﷺ کی خاطر قتل کیا تھا اور آج اپنے نبی کا کلمہ پڑھتے ہوئے ان پر اپنی جان شار کر رہا ہوں۔“

جی چاہتا ہے کہ غازی علم الدین شہید کی روح کو آواز دے کر کہا جائے کہ دیکھ تیرے گواہ آج ایک گستاخ رسول ﷺ کی یاد کس طرح منار ہے ہیں۔ (رضائے مصطفیٰ گو جرنوالہ)

سعادت مند حکمران

بارہ ربیع الاول شریف کے جلوس سے جو حشر منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کرتے تھے وہ سب کو معلوم ہے لیکن خدا بھلا کرے امیر محمد خان مرحوم گورنر (مغربی پاکستان) کا جس نے سرکاری سطح پر آڈر جاری کیا جو تاحال ربیع الاول شریف کا جلوس بڑی شان و شوکت سے جاری ہے اور انشاء اللہ تاقیامت جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑوں ان گنت رحمتیں نازل فرمائے۔ اس کا اجر انہیں تاقیامت عطا فرماتا رہے گا اور قیامت میں خدا کرے اعلیٰ مراتب کے لوگوں کے ساتھ ان کا حشر ہو۔ (آمین)

اگرچہ اب بھی منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن الحمد للہ ناکام رہتے ہیں اور انشاء اللہ ناکام رہیں گے۔

رہے گا یونہی اُن کا چرچہ رہے گا پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

شوم بخت حکمران

یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ بسنت کا تہوار سرکاری طور پر منانے کا کس بد بخت حکمران نے حکم نافذ کیا لیکن افسوس ہے کہ ۲۰۰۰ء میں پہلی مرتبہ لاہور میں بسنت کا تہوار سرکاری سرپرستی میں منایا گیا۔ پتنگ بازی کے باقاعدہ مقابلے کرائے گئے اور جیتنے والوں کو انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ لاہور کا رپوریشن اور ہائی کلچر اتھارٹی نے مال روڈ اور دیگر اہم شاہراؤں پر پتنگ نما کتبے آویزاں کئے جو کئی ماہ تک یونہی لگے رہے۔ حکومت ناجائز اسلحہ کی پکڑ دھکڑ کے بار بار اعلانات کرتی رہتی ہے مگر بسنت کے موقع پر بے تحاشا فائرنگ کرنے والوں کو گرفتار نہیں کیا جاتا۔ دھات کی ڈوروں کے استعمال کی وجہ سے واپڈا کا بجلی سپلائی کرنے کا نظام شدید متاثر ہوتا ہے۔ مگر اس جرم کے مرتکب افراد کے خلاف قانونی کارروائی نہیں کی جاتی۔ واپڈا کی اپیلیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اسے ہر سال کروڑوں روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

درسِ عبرت

ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ کہیں ہم شعور یا غیر شعوری سے ایک گستاخِ رسول کی یاد میں منعقد کئے جانے والے بسنت میلہ میں شریک ہو کر توہینِ رسالت کا ارتکاب تو نہیں کر رہے ہیں؟ کیا ہم ہندوؤں کے مذہبی تہوار کو منا کر دوسری قوموں سے مشابہت کے گناہ کا ارتکاب تو نہیں کر رہے؟ کیا ہمارا بسنت منانے کا طور طریقہ لہو و لعب کی تعریف میں شامل تو نہیں ہے؟ اہل اقتدار کو بھی ضرور سوچنا چاہیے کہ وہ بسنت جیسے تہواروں کی سرپرستی کر کے کہیں مسلمانوں کے اصل تہواروں کے متعلق عام لوگوں میں عدم دلچسپی کے جذبات کو تو پروان نہیں چڑھا رہے ہیں؟ بسنت کے نام پر رقص سرور، بلو بازی، باہ ہو، شور شرابا، چیخ دھاڑ، فائرنگ وغیرہ مہذب قوموں کا شعار نہیں ہے۔

حکومت کی سرپرستی کے کرشمے

ظاہر ہے کہ سرپرستی سے بیکار کام بھی آسمان سے باتیں کرنے لگ جاتا ہے بالخصوص شیطانی فعل تو پورے جوش و خروش میں آ جاتا ہے پھر اس کام میں شیطان اپنے چیلوں کو اس کام کے ابھارنے کے لئے لگا دیتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ابلیس اپنا تخت سمندر میں بچھا کر دنیا والوں کو گناہ کرانے پر مامور کرتا ہے شام کو ہر ایک شیطان اپنی کارروائی کی رپورٹ پیش کرتا ہے۔ شیطان ہر ایک کی کارروائی پر آفریں و شاباش دیتا ہے۔ ایک

لنگڑا اور کمزور شیطان آخر میں اپنی رپوٹ یوں عرض کرتا ہے کہ آج میں نے ایک طالب علم کو مدرسہ میں جانے کا ناغہ کر دیا ہے۔ شیطان اسے گلے لگا کر خوب داد دیتا ہے۔ دوسرے شیطان کہتے ہیں اس کے ساتھ ایسی نوازش کیوں؟ جواب دیا کہ ایک فقیہ (عالم) مجھ پر سوزا ہد سے سخت ہے یہ طالب ایک دن کے ناغہ سے ایک دن بعد کو علم سے فراغت پائے گا ہمیں اس کی ایک دن کی مہلت بھی بہت ہے۔ اس پر دوسرے شیطان اپنا زور ایسی کاروائی پر لگاتے ہیں۔

درس عبرت: جب بسنت کی سرپرستی حکومت فرمائے تو اندازہ لگائیے کہ رعایا پاکستانی کیوں نہ بسنت پر جان کی بازی لگا دے۔

بسنت منانے کا انداز

بسنت کی آمد کی بہت دھوم تھی۔ عروس البلاد لاہور میں بے فکرے منچلوں میں سے ہر ایک نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر اس ہندوانہ تہوار کو منایا۔ اس تہوار کو منانے میں زندہ دل لاہور نے اس حد تک سبقت لے چکے ہیں کہ بھارت کے ہندو دانشور بھی عیش عیش کر اٹھے۔ ان کی باچھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ جو حیرت تھے کہ ”ہندوؤں کی بربادی تک، جنگ رہے گی جنگ رہے گی“ کے نعرے لگانے والے ہندوؤں کے تہوار اس جوش و خروش اور دھوم دھڑلے میں مناتے ہیں کہ کٹر سے کٹر ہندو بھی انہیں دیکھے تو مارے رشک کے دیکھتا رہ جائے۔ اب تو بعض دانشور اس تہوار کو قومی تہوار تسلیم کروانے پر تلے ہوئے ہیں حالانکہ یہ ہندوانہ تہوار ہے۔ جسے بھارے کے ہندو موسم کی تبدیلی کی خوشی میں منایا کرتے تھے اور وہ بھی اسے زیادہ سے زیادہ سے ایک موسمی تہوار قرار دیتے تھے لیکن ”جانشین قائد اعظم“ میاں نواز شریف کے دور میں قومی خبرنامے میں اس تہوار کی کوریج بطور ایک قومی تہوار کے پیش کی گئی۔ بسنت کے حوالے سے خصوصی پروگرام دکھایا گیا اور یہ باور کروایا گیا کہ یہ قوم ”شریف برادران“ کے عہد میں اتنی خوش و خرم ہے کہ بسنت جیسے فضول اور بیہودہ تہوار پر بھی کروڑوں کی رقم ہوا میں اڑاتے ہوئے کسی قسم کی ندامت اور خفت محسوس نہیں کرتی بلکہ اپنی اس فضول خرچی پر شاداں اور فرحاں اور نازاں ہے۔

یہ کیسا کلچر ہے کہ فضول خرچی، اسراف تبذیر اور عیاشی کا مظاہرہ کرنے والوں کو الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا ”زندہ دل“ منچلے قرار دے رہا ہے حالانکہ یہ مردہ ”اخوان الشیاطین“ ہیں۔ فضول خرچوں، مسرفوں، رنگ رلیاں منانے والوں کو رب العزت نے اسی خطاب سے یاد کیا، بیشک فضول مدوں میں دولت اڑانے والے لوگ شیطان کے بھائی بند ہیں۔

إِنَّ الْمُبْتَدِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ (پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت ۲۷)

ترجمہ: بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

منچلوں نے بسنت کے روز کروڑوں روپے ہو میں اڑا کر ”بوکانا“ کر دیئے۔ اس خطیر سرمائے کے ضیاع پر آنسو بہانے کے بجائے بغلیں اور تالیاں بجائی جا رہی ہیں۔ بے فکرے دیوانوں کی طرح ڈھول کی تھاپ پر لڑیاں اور بھنگڑے ڈال رہے ہیں۔ ستم بالائے ستم پاکستانی مسلمان بھارتی سکھوں کی ہانہوں میں ہانہیں ڈال کر ٹاپ رہے اور ناچ رہے ہیں۔

کاش! پاکستان کی تاریخ سے نابلدان ناچوں اور رقاصوں نے خواجہ افتخار کی کتاب ”جب امر تر جل رہا تھا“ کے چند صفحات پڑھے ہوتے۔ مساجد میں لاوڈ اسپیکر پر جمعہ کے وعظ اور خطبے پر تو پابندی ہے لیکن بھارتی گانوں اور گیتوں کے بے سری تانوں کو کھل کر کھیلنے کی اجازت ہے کہ جس محبت وطن شہری کے حسن سماعت پر جتنا چاہیں ریگ مال کریں کوئی نہیں پوچھے گا اب ان ”زندہ دل منچلوں“ اور شیطان کے بھائی بندوں سے کون کہے کہ یہ جتنی رقم تم نے ایک بے کار اور بیہودہ رسم کی نذر کر دی ہے یہی رقم اگر کسی کار خیر میں صرف ہوتی تو اس سے کم از کم ہزاروں یتیم بچیوں کے ہاتھ پیلے کرنے کا سامان ہو سکتا تھا۔ (رضائے مصطفیٰ گو جرنوالہ)

بسنت کا جنون

بسنت منانے کا انداز پڑھ لینے کے بعد اب اس کا جنون و عشق ملاحظہ ہو۔

بے حیائی کے اس طوفان میں گھرے لوگوں کو شیطان ایک سمت بیٹھ کر دیکھتے ہوئے بھی اس طرح مطمئن نہیں ہوا تو پھر اس نے اپنے چیلوں، عزیزوں و اقارب و شاگرد اور انسانی شکل میں موجود رفقاء کو لپکھ کر دیئے آپ ان کو میرے پیروکار آنجہانی ملعون (حقیقت رائے) کے کارنامے ہائے پر خراج عقیدت دینے کے لئے مکمل انتظامات و تشکیلات کے ذریعے بتدریج آگے بڑھانے میں کوئی دقیقہ فرو گزشت نہیں کرنا ورنہ آپ کو معلوم ہے کہ میری لاڈلی بیٹی ”بیزخ“ آپ کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر لٹکا دے گی۔ لہذا اب اس موقع کو غنیمت جانو۔ اس کامیابی میں کئی مشنز بطریق احسن پایہ تکمیل پائیں گے۔ پہلے وہ میرے بھائی ہونے کا اعزاز حاصل کریں گے (کان ادھر کر دیکھو کہ میری آواز بالکل ہے) سمجھ گئے نا! فضول خرچی کی وجہ سے.....

جس کے پاس اس کام کے لئے والدین سے باساتی رقم نہ ملے تو اس کو کمانڈو کہ اس طریقے سے رقم کی دستیابی ہوگی۔ برسر روزگار کو تو ناجائز منافع خوری سے سودی رقم (پیرتمہ) جیسی لعنت میں پھنساؤ اور چوری کرانے کے لئے تیار

کراؤ۔ پھر اپنے خاص بیٹے سے مخاطب ہوا کہ اے زلمو ر غور سے سن ابھی صبح صبح تیرے جھنڈے کے ساتھ وہ لوگ بظاہر تو روزگار کی تلاش میں ہوں گے مگر تو انہیں اپنے مشن کی طرف راغب کر کیونکہ انہوں نے صبح کا آغاز ذکر اللہ سے نہیں کیا بلکہ خیالی دنیا میں ہمارے مشن کی تقویت کے لئے تیار ہو کر آئے ہیں۔ پھر ریفریش کورس کرا کے کمانڈ دیتا ہے کہ جھوٹ سے، جھوٹی قسم سے مال بکواؤ، خراب مال نکالو کیونکہ گھر کے اخراجات میں معمول سے زیادہ ضرورت پڑے گی۔ ابھی ۱۳ فروری کی قربت ہے اس کے ساتھ بکرا عید بھی تو ہے نا کہ وہ قربانی بھی نہیں چھوڑیں گے اس لئے کہ ان میں ابھی اسلام کا نام باقی ہے کیونکہ دعویٰ تو مسلمانی کا کرتے ہیں۔

رہا لڑکیوں کو تو انہوں نے ماں باپ سے اتنی رقم کا تقاضا کیا اور بعض کو تقاضا کی ضرورت بھی نہیں پیش آئی تھی چونکہ اس شرارت میں والدین اپنی اولاد کو ساتھ لے جا کر خود ان کی پسند کے مطابق ڈوریں، چرخیاں، قد آدم برابر پتنگ خرید کر دیں گے۔

کھانی

چند سال کا واقعہ ہے کہ ایک ناعاقبت اندیش نے اٹھارہ سال کی عمر میں بے روزگار ہونے کی وجہ سے چھوٹی عید پر اپنی یتیمی کاتعارف کرا کر صدقہ فطر اکٹھا کیا اور وہ رقم بسنت کی رات شراب پی کر غل غپاڑہ کر کے ضائع کی اور غلیظ غلیظ گالیاں سنیں اور سنائیں۔ یہ شخص اپنی بہن کو بھی ساتھ شریک کر کے پتنگ بازی میں مصروف غلیظ سے غلیظ گالیاں، ہونٹنگ، ڈانس میں انگلی سے اشارہ اپنی بہن کی طرف کر کے دیکھ رہا تھا کہ گانے میں سر میں یہ الفاظ ”ایہو کڑی یعنی ایں“

ایہو کڑی یعنی ایں۔“

اسے اپنی غیرت کے مردہ کرنے میں کافی تعاون کر رہے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس وقت اسے اپنی غیرت اور عقل پر پردہ پڑا ہوتا ہے۔ اس کرمستی میں مگن رقص اور سرور میں ناچتا، اچھلتا، تھرکتا تیسری منزل سے گر کر راہی ملک جزا ہوا۔ دینی ذوق رکھنے والے افراد نے انہیں توجہ دلائی کہ اب اس کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ خوب صدقات و خیرات کرو تا کہ عذاب قبر سے بچ جائے مگر لواحقین نے سنی ان سنی کر دی۔

اس وجہ سے سمجھ دار ہوں یا نہ ہوں لوگ انہیں سمجھ دار کہیں گے بلکہ وہ خود بھی اپنے تئیں سمجھ دار ہونے کا تصور رکھتے ہیں۔ وہ سیانے ضیاع وقت، ضیاع مال کھیل کو جشن بہاراں کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ بہار کی آمد پر منانا کیا اسلامی فعل ہے؟ اس جشن بے سود باضرر میں ہندو قوم بھی دانتوں میں انگلی دبائے محو حیرت ہوگی کہ اتنا وسیع پروگرام تو ہم نے بھی کسی مد میں نہ کیا ہوگا جبکہ یہ پاکستانی مسلمان قوم تو ہم سے کئی درجے آگے بڑھ گئی۔

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

عرصہ سے شرکائے بسنت نے خرچہ سے رقم پس انداز کرنی شروع کر دی دوکان داروں نے دیگر ضروریات کی ذخیرہ اندوزی معمول سے کم کر کے رقم کو ادھر (Invest) کرنے کا ذہن بنایا ہوتا ہے۔ زیادہ تر دکاندار (یعنی ڈور پٹنگوں والے) فصلی ہوتے ہیں۔

شبِ بسنت کی تیاری میں جان سوز محنت

بسنتی (بے سندی) دس بجے اٹھنے کے بجائے بارہ بجے اٹھے تاکہ رات کو نیند کا غلبہ نہ ہو۔ کام پر چلے گئے کام سے جلدی واپسی کہ رات کے لئے تیاری کرنی ہے۔ باپ بھاگا کہ اپنے بچوں کو رش کے بجائے ذرا وقت سے پہلے سامانِ تعیش خرید کر دوں۔ اس قسم کے جلد جلد پروگرام میں بھاگم بھاگ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ابھی مکانات کی چھتوں پر فلڈ لائٹ، ایسٹیلی فائر، ڈیک کی تنصیب ہو رہی تھی۔ اسی فضول خرچی کے ساتھ بیرون شہر کے مہمانوں کا آنا جانا شروع ہو گا اب کیا ہر طرف قد آور پتنگیں اڑتی نظر آرہی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ کیمیکل لگی ڈور سے کسی کے ہاتھ کٹ رہے ہیں، کسی کا چہرہ تاباں و انداز ہو رہا ہے۔ کوئی احساس نہیں کہ ساتھ کون ہے؟ بوکا ٹا بوکا ٹا کی آوازیں، فحش گانے، مردوزن کا اختلاط، جوان بچیوں، لڑکوں کے پتنگوں کے بیچ اور رقص و سرور جاری ہے کہ اذانِ عشاء ہوئی۔ نام کے مسلمانوں میں یہ احساس ہے کہ وقت اذان گانے باجے، موسیقی، T.V. میڈیا پروگرام کو بند کر دیتے ہیں لیکن اس رات یہ احساس بھی جاتا رہا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**

بسنت کی تباہی و بربادی کے نمونے

جوڑ کے بچگانہ نماز کے پابند تھے وہ اس "شبِ شرارت" میں گمن ہو گئے۔ کیمیکلی موصل تاروں سے بجلی کی سپلائی معطل ہوئی دھماکہ ہوتے ہی کئی ایک کے گھریلو اشیاء ضروریہ (مشینری) (Unstabilized) ہونے پر بے کار ہو گئیں۔ واپڈا والے (غیر تماش بین) بھی سکھ کی نیند نہ سو سکے بار بار سپلائی جاری کرتے رہے۔ کئی بار گرڈ اسٹیشن میں آگ لگنے سے کافی نقصانات بھی ہوئے مگر پھر بھی حکومت سطح پر اس کا تذکرہ نہ ہو پایا اور اس شیطانی فعل کے حامیان نہ عدلیہ پاکستان سے فیصلہ اپنے حق میں پا کر، اور زیادہ منہ زور ہو گئے اور حکومتی سطح پر حقیقت کو منہ چڑھا کر "جشنِ زیاں" کو "جشنِ بہاراں" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ بجلی بند ہوئی تو پھر یو پی ایس سیل بیٹری کے ذریعے اس جشنِ زیاں کو معطل نہ ہونے دیا ہوئی فائر سے بھی شرفاء کی نیند خراب کی اور اس ہوئی فائر سے کسی کو گولی لگی تو اس مقدس مبارک لقب "شہید" کا دے کر روحِ اسلام کو تڑپایا۔ اس پر تو کوئی دوست رویا بھی نہ۔ ہاں جس گھر میں مرگ ہوئی ادھر سرچ لائٹس،

فلذلائس کی معدوی نے تاریکی کا سماں پیدا کیا۔

رات فحش گانوں کی دھن میں کفریہ کلمات کے گانے بھی سنائی دیتے رہے۔ اس طرح یہ رات عیسیٰ کوٹی میں گزارنے والے وقت صبح تھک کر بستر پر لیٹ گئے۔ نمازی حضرات نماز کے لئے اٹھے تو مسجد میں پانی نہ ہونے پر (بجلی سپلائی معطل ہونے کی وجہ سے) بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ پتنگ بازوں نے صبح کی نماز کو بار بکھتے ہوئے استراحت میں دنیوی و اخروی بہتری پائی۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**

ان کے والدین میں وہ بھی ہیں جو نیک پروگراموں میں شرکت پر اپنی اولاد کو روکتے ہیں کہ ادھر بم بلاسٹ ہو سکتا ہے، مذہبی تناؤ میں فائرنگ متوقع ہوتی ہے۔

اب اس کھیل میں جو مر گیا تو کہتے ہیں کہ خیر موت ایک اٹل ہے بے چارے کے نصیب میں یہی رات لکھی تھی جو رات قبر میں آئی ہے وہ کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اس جیسے روزمرہ محاورات سے غم بھلاتے ہیں۔

اب بد نصیب تو وقت نزع (Agony) کلمہ پڑھنے کے بجائے اول فول (بمناسبت اس قبیح فعل کے) بکتے بکتے آغوشِ موت میں چلا گیا۔ دوستی کے جھوٹے دعویدار نے کلمہ کی سعادت سے محروم کر کے نہ جانے کس منسوخت و مردود دین و مذہب پر خاتمہ تک پہنچایا ہوگا؟

شاہراؤں پر بھاگتے ہوئے لڑکے دکھائی دیتے ہیں جن کے ہاتھ میں ”ڈھانگے“ ہوتے ہیں۔ منہ اوپر کر کے سڑک کو بغیر دائیں بائیں دیکھے کر اس کرتے ہوئے ٹریفک حادثات کا شکار ہوتے ہیں۔ ڈور پتنگ کے لوٹنے کی وجہ سے آپس میں لڑائی ہوئی، دست و گریباں ہوئے، ہاتھ تو پہلے ہی زخمی تھے لاتوں، گھونسوں سے، پھر اسی ڈھانگے سے ایک دوسرے کی خوب مہارت کی گئی۔

بسنت کی تباہی و بربادی کا نمونہ

اخبار جنگ ۲۸ فروری ۲۰۰۲ء میں لکھا ہے

گذشتہ کچھ سالوں سے ہم بہار کے موسم میں عجیب مناظر دیکھ رہے ہیں۔ یہ مناظر غم اور افسوس کے ہیں اب اس موسم میں گھروں میں صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ اسپتال زخموں سے بھر جاتے ہیں دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کے گلے کٹنے لگتے ہیں اور کتنے ہی بچے اور نوجوان بجلی کے تاروں اور کھمبوں سے لٹک کر قلمہ اجل بن جاتے ہیں۔ ان لوگوں کا بھی کوئی شمار نہیں جو معذور ہو جاتے ہیں اور ان ماؤں کا بھی شمار نہیں جو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بیٹے کو موت کے گھاٹ اترتے دیکھتی ہیں۔

بہار کے موسم میں یہ غم بسنت کے خونی تہوار نے دیئے ہیں۔ اب تک ہزاروں بچے بسنت کے خونی تہوار کی بہار کی نذر ہو چکے ہیں لیکن بسنت کی عیاشی میں مبتلا لوگوں کی بہار کی خوشیاں پوری نہیں ہونیں۔ سوال یہ ہے کہ بہار کے اس پہلو کو کوئی ہوش مند انسان پسند کر سکتا ہے؟ افسوس کہ اس کا جواب نفی میں ہے۔ بہار کے اس خونی پہلو پر جان چھڑکنے والے کہتے ہیں ”بسنت ایک خوبصورت تہوار ہے“ یہ تفریح ہے یہ دلائل ”روشن خیال“ لوگ بسنت کے حق میں یہ دلائل دیتے ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جنونی ہندوؤں نے یہ تہوار منانا شروع کیا تھا۔

نوٹ: یہ صرف ایک اخبار کا نمونہ ہے۔ وہ بھی اخبار کے نمائندوں کو معلوم ہوا اور جو حالات اخبار کے علاوہ ہو گزرتے ہیں ان کا اندازہ خود لگائیے لیکن اسے سمجھ کون؟

ڈور لوٹنے اور ڈور سے سلے ہونے کیڑے کا فتویٰ

امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت سیدی شاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ اپنے فتویٰ میں ڈور لوٹنے کو حرام لکھتے ہیں اور مزید یہ کہ اس ڈور سے سلا ہوا کپڑا پہن کر نماز مکروہ بمعنی واجب الاعادہ لکھتے ہیں۔ (شاید اس دور میں ڈور سلائی کے کام آتی ہوگی) لیکن بسنت کے پروانے جب اپنی پیاری جان کی پرواہ نہیں کرتے وہ اس فتویٰ کو کب خاطر میں لائیں گے لیکن **خدا پنج انگشت ایک نکرہ**۔ ممکن ہے کسی بندہ خدا کو سمجھ آ جائے۔

حکایت

لاہور میں ایک مبلغ اپنے رؤف و رحیم آقا علیہ السلام کی سنت دعوت و تبلیغ کے لئے موٹر سائیکل پر سوار ہو کر آرہے تھے کہ یہ قاتل ڈوران کی گردن کو کافی گہرائی تک کاٹتی چلی گئی وہ بے قابو ہو کر باہوش و حواس سڑک کے ایک طرف گرے اور زخمی حالت میں ہسپتال پہنچائے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے چند دنوں میں رو بہ صحت ہو گئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اے اللہ تعالیٰ تو نے مجھے نیک کام کرنے کے لئے مزید وقت عطا کیا اور دعا کی کہ اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو تادم مرگ اطاعت شیطان سے محفوظ رکھ۔ (آمین)

روز بسنت

صبح چھٹی کا دن منایا تو پھر چھتوں کے بجائے پارکوں اور میدانوں میں بڑے بڑے غیر مہذب شہریوں کا استقبال کیا گیا کہ فلاں استاد صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ نہ جانے یہ اپنی آخرت کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ یہاں اس قبیح فعل میں ان کا استقبال کیا جاتا ہے اور اگر اس جرم میں روزِ آخرت اپنے نبی کریم ﷺ کے استقبال کرنے کی سعادت سے محرومی ہوئی تو پھر.....؟

قوم لوط صرف لواطت کی غلاظت سے تباہ و برباد نہیں ہوئی بلکہ ان کے اور بھی درجنوں گندے کرتوت تھے جس کی تفصیل فقیر نے اپنی تفسیر ”فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان“ میں لکھی ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہی پتنگ بازی بھی تھی اور اسی تفسیر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض بدقسمت اُمتیوں کو آپ ﷺ کی اُمت سے نکال کر قوم لوط کے ساتھ جہنم میں بھیجا جائے گا۔ اس سے بسنت کا پتنگ باز ہو یا دوسرے شوقین حضرات ابھی سے سوچ لیں کہ اگر حبیب خدا ﷺ کی محبوب اُمت سے خروج، اور بدترین قوم لوط میں داخلہ کا شوق سوار ہے تو کیجئے جو جی چاہے۔

”اختیار بدست مختار ہے“ یاد رہے کہ پتنگ بازی سب سے پہلے شیطان کے بہکانے سے قوم لوط نے شروع کی پھر آہستہ آہستہ بغیر تعین یوم کھلندروں کا شغل بنتا گیا۔ کسی قوم نے اسی طرح اس کو تہوار یا جشن کے طور پر نہ منایا مگر یہ قوم دیگر تمام اقوام کو مات دے کر گئی۔

اویسی کی آخری گزارش

فقیر نے یہ محنت اس لئے کی ہے کہ حبیب پاک ﷺ اور اس کا رب کریم خوش ہوں۔ اگر فقیر کی اس محنت سے صرف ایک بندہ خدا بھی اس لعنت (بست) سے بچ جائے۔ یہ ہے تو ایک نام لیکن اس میں خرابیاں بیٹھار ہیں۔ فقیر چند ایک کی نشاندہی کرتا ہے

(۱) گستاخ رسول ﷺ کا یادگار منانا۔ اس سے خطرہ ہے کہ یہ یادگار منانے والا اسی گستاخ کے ساتھ جہنم رسید نہ ہو۔

(۲) لہو و لعب اور کھیل تماشہ بھی بدترین قسم کا کھیل گناہ کبیرہ ہے اس کی سزا بھی جہنم کے سوا کچھ نہیں (انشاء اللہ)

(۳) تیفیع اوقات

(۴) اسراف مال

(۵) جان کا خطرہ

(۶) دوسروں کی جان کی ہلاکت کی ذمہ داری جو

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۹۳)

ترجمہ: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے۔

(۷) کم از کم دوسروں کو زخمی کرنا معمول ہے۔ شرعاً اس کی سزا بھی کبائر سے کم نہیں۔

(۸) ذور غیر شرعی کا استعمال

(۹) قوم لوط کے ساتھ اٹھنا اور یہ سب سے زیادہ المناک بات ہے کہ وہ اُمت کہ جس کے داخلے کے لئے خلیل و کلیم و

دیگر انبیاء علیہم السلام آرزو کرتے گئے اور پھر جب قیامت میں انہیں اُمتِ مصطفیٰ ﷺ میں داخلہ ملے گا، تو پھر ان کی خوشی و مسرت کا عجب سماں ہوگا اور بسنت کے پتنگ باز کا جو حال ہوگا وہ خود ابھی سوچ لے۔

(۱۰) اللہ و رسول اکرم ﷺ کی بے فرمانی کہ گناہوں سے اجتناب کے علاوہ انہوں نے غیروں کے مشابہت سے منع فرمایا ہے اور بسنت ہندو و سکھ قوم سے مشابہ ہے جس کی تفصیل گزری ہے۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم الامین وعلیٰ آلہ اصحابہ اجمعین

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۴ محرم الحرام شریف ۱۴۲۶ھ بروز جمعرات

